ڈاکٹر وفا راشدی

سچل سرمست آشکار کی فارسی شاعری

تواریخ و تذکروں کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ عربوں کے عہد سے ہی سندھ میں ایرانیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا ایرانی تجار اور سندھ کے باشندے رابطے کے لیے فارسی زبان استعمال کرتے تھے. ملتان میں فارسی زبان بولی اور سمجھی جاتی تھی ایک عرب سیاح احسن التقاسیم بشاری مقدسی ۳۷۵ھ/۹۸۵ء میں ہندوستان آیا ایک جگہ ملتان کے حوالے سے لکھتا ہے :

> " سندھ کے قدیم مرکز ملتان میں سندھی اور عربی زبان سے زیادہ ایک دوسری زبان عام ہے فارسی زبان بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے ۔ مسجدوں میں خطبے فارسی زبان میں پڑھے جاتے ہیں "۔ (سفرنامہ بشاری معروف بہ احسن التقاسیم ص ۴۷۸ لائیڈن بحوالہ نقوش سلیمانی ص ۲۵۴) ۔

سندھ و ہند پر محمود غزنوی (۹۹۷ - ۱۰۳۰ء) کی فتوحات اور ان کے دور میں فارسی نے ملک گیر سطح پر رواج پایا. عہد غزنوی میں سندھ میں فارسی زبان عام ہی نہیں ہوئی اس کا ادب بھی منصۂ شہود پر آیا ۔ غزنوی کے بعد سندھ میں ایبکوں، غوریوں، خلجیوں، تغلقوں اور مغلوں کی حکومتیں یکے بعد دیگرے قائم ہوئیں ۔ ہر دور میں فارسی کی سرپرستی کی گئی اس کی ترقی و اشاعت کا دائرہ وسیع تر ہوتا گیا ۔ مقامی فرماں رواؤں، سومرا، سمہ، ترک قبیلے کے حکمراں ارغون ترخان نے بھی فارسی زبان و ادب کی ترویج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا عہد مغلیہ میں فارسی تو ہر خاص و عام کی بولی کی حیثیت سے پہچانی جانے لگی ۔ برصغیر پاک و ہند کے ادبا و شعراء کی فارسی دانی، فارسی بینی اور فارسی گوئی کا شہرہ ایران تک پہنچا ، ایرانی ارباب علم و ادب کی شمعیں سندھ کی محفلوں میں فروزاں ہوئیں ۔ ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء میں جنگ میانی میں تالپوروں کی شکست کے بعد صوبۂ بمبئی

انگریزوں کا غاصبانہ تسلط ہوگیا۔ جب اہلِ فرنگ برسرِ اقتدار آئے فارسی زبان عدالتوں دفتروں اور پڑھے لکھے گھرانوں میں رائج تھی۔

منصورِ آخر الزماں، شاعرِ حق نوا حافظ عبدالوہاب سچل سرمست وادیٔ مہران ضلع خیرپور کے ایک مشہور قصبہ درازہ میں ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ، ۱۱ اپریل ۱۸۲۷ء کو وفات پائی۔ انھوں نے سندھ میں دو حکومتوں کے عہدِ عروج و زوال دیکھے کلہوڑا حکومت کا انجام اور دورِ تالپور کا آغاز یہ وہ زمانہ تھا جب وادیٔ مہران سے وادیٔ گنگا جمنا تک فارسی زبان کا بول بالا تھا جب سچل سنِ شعور کو پہنچے اس وقت فارسی شاعری عروج پر تھی۔

سچل سات زبانوں میں شعر کہتے تھے، عربی سندھی، سرائیکی، پنجابی، اردو، ہندی اور فارسی، فارسی میں آشکارا اور خدائی، دیگر زبانوں میں سچل، سچیڈنہ اور سچو تخلص کرتے تھے۔ فارسی میں ان کی جن تصانیف کا سراغ ملتا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ دیوان آشکار ۲۔ دیوان خدائی ۳۔ مثنوی عشق نامہ ۴۔ مثنوی دردنامہ
۵۔ مثنوی گدا نامہ ۶۔ مثنوی تار نامہ ۷۔ مثنوی رہبر نامہ ۸۔ مثنوی راز نامہ
۹۔ مثنوی وحدت نامہ ۱۰۔ مثنوی وصلت نامہ ۱۱۔ غزل بحر طویل ۱۲۔ نکتہ تصوف

دیوانِ آشکار پہلی بار والیٔ ریاست خیرپور ہز ہائینس سر میر علی مراد خان تالپور کی سرپرستی میں شائع ہوا تھا۔ سچل کی ایک معتقد اور درازہ کی جلیل القدر علمی و ادبی شخصیت قاضی علی اکبر درازی نے سچل کی دیگر زبانوں کی اکثر و بیشتر تصانیف کو سندھی/ اردو میں خود ترجمہ کر کے اپنے ذاتی خرچ سے چھپوایا دیوان آشکارا کا اردو ترجمہ مع فارسی کلام جو اس وقت عاجز راقم الحروف کی دسترس میں ہے قاضی اکبر درازی کا ترجمہ ہے محکمۂ اوقاف سندھ نے اسے دو جلدوں میں خاص اہتمام سے شائع کیا ہے دیوان آشکار کا ایک دوسرا ایڈیشن جو فقیر راقم السطور کے پیش نظر ہے۔ سچل ادبی اکیڈمی لاہور کا شائع کردہ ہے اسے ایک برگزیدہ علمی و دینی شخصیت حضرت مخدوم امیر احمد نے مرتب کیا ہے۔

اس کتاب میں مخدوم صاحب کا بصیرت افروز اور پُر مغز مقدمۂ فارسی کے مطالعے سے آشکار کی فارسی گوئی و فارسی سخن شناسی کے بہت سے پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔

سچل نہایت پُر گو، زود گو سخن سنج اور صاحب حال و قال ولیِ کامل تھے علم و معانی

وبدیع پر مکمل دست گاہ رکھتے تھے ان کا فارسی کلام فصاحت وبلاغت اور صنائع وبدائع سے مرصع ومزین ہے وہ وجداور بے خودی، جذبہ وسرمستی کے عالم میں شعر کہتے تھے اوران کی محفل کیف وسرور میں موجود فقراء، علماء، مریدین، معتقدین میں سے کوئی نہ کوئی صاحب علم وصاحب ذوق سچل کے اشعار آبدار کو صفحہ قرطاس پر محفوظ کرلیتا۔ بصورت دیگر حضرت کو اپنے اشعار یاد رہتے اور موقع محل کے مطابق لکھوالیتے۔ روایت یہ ہے کہ انہوں نے اپنا کلام خود کبھی قلم بند نہیں کیا۔

سچل صوفی منش تھے۔ فلسفۂ تصوف کو محض ایک نظریئے کے طور پر نہیں بلکہ جزوِ زندگی بناکر اپنالیا تھا۔ یہ اجزائے ترکیبی گل میں سموکر تخلیق کا روپ دھار گئے۔ اور تخلیق کا راز بتا گئے جس ماحول میں سچل نے پرورش پائی۔ تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے وہ خالص دینی اور مذہبی ماحول تھا شاہ لطیف اور لعل قلندر شہباز کی تعلیمات نے ان کے دل ودماغ پر گہرا اثر کیا تھا۔ وہ ان بزرگان دین کے پیغامات سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔ تلاشِ حق اور راہِ حق کے فلسفے کو شاہ صاحب نے اپنے رسالے میں بڑی فصاحت وصراحت سے بیان فرمایا ہے شاہ صاحب کی یہ آواز سچل کے قلب ودماغ میں رچ بس گئی۔ شاہ صاحب کے زمانے کے عوامل وکوائف، گردوپیش کے تقاضوں نے سچل کے فکر وفن پر فطری اثر ڈالا۔ سچل نے ارشاداتِ لطیف پر عمل کیا ان کے کلام کا تتبع کیا اس کے باوجود انھوں نے مختلف راہوں سے گزر کر اپنے لیے ایک راہ متعین کی۔

یہ بات عجیب ہے کہ سچل کی دوسری زبانوں کی شاعری میں شاہ اور شہباز کے صوفیانہ نظریات وتصورات کا پرتو تو ملتا ہے لیکن ان کے فارسی کلام کا رنگ بالکل جداگانہ ہے سندھ کے ایک مقتدر عالم دین حکیم مولانا محمد صادق رانی پوری جن کا شمار قاضی اکبر درازی کی طرح سچل کے اہم ناقدین میں ہوتا ہے۔ اپنی مرتب کردہ کتاب "سچل سرمست جو سرائیکی کلام" کے مقدمہ میں بزبانِ سندھی میں لکھا ہے کہ سچل بھی شاہ لطیف کی طرح مولانا رومی کے افکار سے متاثر تھے اور مثال میں مولانا رومی کا یہ شعر درج کیا ہے ؎

گفتوی عاشقان درباب رب
جوششِ عشق ست نے ترکِ ادب

واقعہ یہ ہے کہ برصغیر کے جس شاعر کے کلام پر مولانا رومی کے افکار کے سب سے زیادہ

اثرات پائے جاتے ہیں۔ وہ علامہ اقبال ہیں۔ علامہ اقبال کے بعد سندھ کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبداللطیف، مولانا رومی سے بہت متاثر تھے۔ جن کے بارے میں یہ روایت چلی آرہی ہے کہ کلامِ رومی ہمہ وقت ان کے ساتھ رہتا تھا۔

جہاں تک سچل کی فارسی شاعری کا تعلق ہے ان کے عارفانہ کلام میں خواجہ عبدالحق اور فریدالدین عطار سے عقیدت و شیفتگی کا جابجا اظہار ملتا ہے ؎

پیرِ ما پیر ہست عبدالحق　　　در دلِ ما نشست عبدالحق
آشکار و نہاں دل و جان را　　　کرد پر جوش و مست عبدالحق

اے صبا ما حقیقت شہر نیشا پور بکن
می کنم قربان برآں خاک زمیں ایں جان و تن
خواہ از عطار کہ آں محب در پیر مغان ست
از ولی اللہ دعا اے آشکارا خویشتن

سچل کے اسلامی فلسفے کے تصوف میں انا الحق، نعرہ منصور، وحدت الوجود، نفی و اثبات، فنا و بقا، موت و زیست، حق و باطل، ظاہر و باطن، خیر و شر، ذکر و فکر، حال و قال کے تمام پہلو نظر آئیں گے۔ سچل نے ان تمام نکات کو شعری آئینے میں جما کر انسانی ذہنوں کو حقیقت پسندی، حق شناسی و حق گوئی سے سرشار و ہمکنار کر دیا ہے۔ سچل سلسلۂ قادریہ کے وجودی درویش تھے وہ خالقِ حقیقی کی محبت میں فنا فی الحق اور عشقِ رسولؐ میں مستغرق تھے۔ انھوں نے اپنی حمد و نعت میں سرشاری عشق کا حال جس والہانہ انداز اور دیوانہ وار لہجے میں بیان کیا ہے اس کی مثال کہیں اور مشکل سے ملے گی وہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ نعت گوئی کی سعادت انھیں سزاوار تھی۔ یہاں تفصیلی اظہار کا موقع نہیں۔ نمونے کے طور پر نعت کے چند اشعار درج کیے جاتے ہیں ؎

مشتاق لقائے مصطفےٰ ایم　　　او ہست خدائے خود گواہیم
گم گشت تود خود آشکار　　　ما خاک شدیم پر گناہیم
اے بحز در دازہ احمدؐ راہ نیست　　　گر ہمی دانی دلت آگاہ نیست
آنکہ در احمدؐ احد دانست فرق　　　درجۂ او را فنا فی اللہ نیست

جز محمدؐ نیست در کون و مکاں　　جز علیؓ دیگر کسے ہمراہ نیست
گر کسے را عشق او دامن گرفت　　بالیقیں دانی کہ آں گمراہ نیست
آں خداؤ آنِ رسولؐ اے آشکار　　اندریں رہ نہ شک و اشباہ نیست

عشقِ مجازی ہو یا عشقِ حقیقی عشق کے بغیر زندگی کوئی زندگی نہیں کائنات کا وجود اور حیات کی تشکیل عشق کے سربستہ راز میں مضمر ہے ؎

موجوداتِ عشقت آشکار
شد از عشق محبت آسمان ارض
عاشقاں و عارفاں در سیر حیرت و عبرت اند
از تماشا عبرت آنہا غرق دریا حیرت اند
وحدت و کثرت یکے دانند سرداران عشق
قائم اندر وحدت و سیار اندر کثرت اند

محبوب کی طلب اور عشق کی تڑپ وہ کیفیت ہے جو حیات کو تابندگی اور استقامت بخشتی ہے عصرِ قدیم میں رومی و حافظ عصرِ جدید میں شاہ لطیف اور علامہ اقبال نے فلسفۂ عشق کو اپنے افکار میں بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ عشق کی راہیں آسان بھی ہیں کٹھن بھی۔ جو ہم نفس ناہموار و دشوار گزار راہوں سے گزر کر منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے۔ وہی محبوب کی قربت کی لذتوں سے سرشار و بدمست ہوتا ہے۔ حضرت سچل کو تصوف و معرفت سے فطری لگاؤ اور گہرا تعلق تھا صوفیانہ زندگی اور عارفانہ روش سے روحانی وابستگی تھی اس لیے وہ عشق کے اسرار و رموز، کیف و کم کی کیفیتوں سے خوب آشنا تھے۔ ان کے افکارِ عالیہ میں روحانی اسرار کی جستجو اور قلبی اضطراب کی کسک ہے۔ یہ طاری فضا سچل کی ہر زبان کی شاعری پر محیط ہے۔ بالخصوص ان کا فارسی کلام ان تمام خصوصیات سے مرصع و مترشح ہے ؎

ما سبق خواندیم از دیوانِ عشق　　ہست در ہر دو جہاں سلطانِ عشق
رمز الانسان سری گوش کن　　بالیقیں داں صورتِ انسانِ عشق
عشق غیرے نیست گر پرستی زما　　فی الحقیقت ہست آں رحمانِ عشق

در نگنجد در زمین و آسمان	گر بدل آید کسے جولانِ عشق
زود شواسئے آشکارا سر بدہ	آمدہ بر عاشقانِ فرمانِ عشق

سچل سرمست ہفت زبان اسی لیے کہلاتے ہیں کہ انھوں نے سات زبانوں میں شاعری کی ہے ان کی ہر زبان کی شاعری معیاری اور محاسن شعری کے اعتبار سے اصحابِ ذوق اور اہلِ نظر کی توجہ کا مرکز رہی ہے آشکار نے فارسی کی تمام اصنافِ سخن پر نہایت قادر الکلامی و معنی آفرینی کے ساتھ گہرافشانی کی ہے ۔ ان کا فارسی کلام نہ صرف سندھ بلکہ پورے برصغیر پاک و ہند کے فارسی گو اساتذہ کرام کے کلام سے بلند تر نہیں تو کم تر بھی نہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آشکار کے جملہ فارسی افکار عالیہ کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور فارسی ادب میں آشکار کے مقام کا تعین کیا جائے ۔ یہ کام اگر کسی فرد واحد کے بس میں نہیں تو امداد یافتہ ادارے کے اختیار میں ضرور ہے اگر ایسا ہو سکا تو نہ صرف پاکستان کے علاقائی ادبیات کی ترویج و اشاعت میں مدد ملے گی بلکہ ملک میں اخوت و محبت اور قومی یکجہتی میں مزید پیش رفت کے روشن امکانات پیدا ہو جائیں گے ۔

نمونہ کلام :

ایں سخن از عشق نے از شاعریست	کے خساں دانند ایں اشعارِ ما
در دیار جسم و جاں من پادشاہی میکنم	پادشاہی چیست لیکن خود خدائی میکنم
راز پنہاں آشکارا کرد با من گفت او	غیر حق خود دانائی، خود پرستی کفر گفت
ساقیا ! ایں شرابِ انگوری	من نخواہم از دست صد دوری
لایزال است آں می وحدت	آں بنوشاں ، رہم ز مہجوری
گر خارم یا گلم گر بینوا یا بیکسم	در بارگاہش میروم، زاہد چہ داند حالِ ما
[illegible] منصور [illegible] پوشیدہ ام	خلعتی از عشق بپوشیدہ ام
از [illegible] که گزشته ام	از من ائی همه تن رسته ام
حاصل ایں منزل بز درد نیست	ہر کجا درد ے بود مرد نیست
در کتاب [illegible] معرفت	[illegible] عالی نشود عاصلیت
کن توفیق طالب [illegible]	[illegible] مرداں [illegible] مرد فو

الوئی حیدرآباد

درد بود رہبرِ راہِ خدا
شاہ شوی گرچہ تو باشی گدا

دل کہ دردِ عشق بود دل بود
وآنکہ دردِ عشق نے آں گِل بود

مردہ دل است آنکہ درو درد نیست
عاشقی آں نے کہ رخش زرد نیست

دیدہ کشا جلوۂ دلدار بیں
اے تو بہر رنگ ہماں یار بیں

نیست تفاوت بجد تا رسو
ہست خدا بندہ ہماں ہر دو او

نام سچو نام خدائی یکیست
وصل بدو یا کہ جدائی یکیست

ماخذ

اعجاز الحق قدوسی، تاریخ سندھ مرکزی اردو بورڈ لاہور۔ جلد اول ۱۹۷۱ء جلد دوئم ۱۹۷۴ء
جلد سوم اردو سائنس بورڈ ۱۹۷۴ء

مخدوم امیر احمد (مرتب) دیوان آشکار (فارسی) سچل ادبی اکیڈیمی لاہور ۱۹۵۷ء

علامہ سید سلیمان ندوی، نقوش سلیمان مکتبہ مشرق کراچی۔ عرب و ہند کے تعلقات، اردو
اکیڈیمی سندھ کراچی، ۱۹۸۷ء

قاضی علی اکبر درازی۔ دیوان آشکار (فارسی مع اردو ترجمہ)۔ جلد اول دوئم
محکمہ اوقاف سندھ حیدرآباد ۱۹۸۱ء

حکیم محمد صادق رانی پوری، سچل سرمست جو سرائیکی کلام (مع سندھ مقدمہ) مرتب
سندھی ادبی بورڈ کراچی ۱۹۵۹ء۔

Dr H I Sadarangani Sindhi Adabi
Persian Poets of Sindh Board Karachi
1956

Ishwari Prasad
A New History of India The Indian
Press Ltd 1936.